سوال

(48) رسول اور نبی میں فرق

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رسول اور نبی میں کیا فرق ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عموماً تفسیر کی کتب میں رسول کے لیے صاحب شریعت ہونا اور نبی کے لیے کسی پہلے رسول کی شریعت کے تابع ہونا مراد لیا جاتا ہے لیکن اس تعریف کے مطابق عیسیٰ کو نبی شمار کرنا چاہیے کیونکہ وہ موسیٰ کی شریعت کے تابع تھے، حالانکہ قرآن انہیں رسول قرار دیتا ہے۔

دوسری تعریف یہ بیان کی گئی کہ رسول صاحب کتاب ہوتا ہے جبکہ نبی کے اوپر کسی کتاب کا نزول نہیں ہوتا۔ اس تعریف کے مطابق داؤد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول قرار دیا جانا چاہیے کیونکہ ان پر زبور کا نزول ہوا تھا، حالانکہ قرآن نے انہیں صرف نبی قرار دیا ہے۔ اس لیے سب سے بہترین تعریف وہ ہے جس کے مطابق رسول اللہ کے لیے غلبہ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے لیے اس دنیا میں غلبے کا ذکر کیا ہے، یعنی وہ مغلوب نہیں ہوتے اور نہ انہیں قتل ہی کیا جا سکتا ہے، اس کے مقابلے میں انبیاء مغلوب بھی ہوئے ہیں اور قتل کا نشانہ بھی بنے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي﴾ ... ٢١ ... سورة الحشر

''اللہ تعالیٰ نے (تقدیر میں) یہ لکھ دیا کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔،،

اور انبیاء کے ضمن میں ارشاد فرمایا:

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا﴾ ... ١١٢ ... سورة آل عمران

''یہ اس لیے کہ وہ لوگ (بنی اسرائیل) اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کیا کرتے تھے۔،،

چنانچہ یہود نے زکریا اور ان کے بیٹے یحییٰ کو قتل کیا۔ یہ دونوں نبی تھے لیکن وہ اللہ کے رسول عیسیٰ کے قتل پر قادر نہیں ہو سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَولِهِم إِنّا قَتَلنَا المَسيحَ عيسَى ابنَ مَريَمَ رَسولَ اللَّهِ وَما قَتَلوهُ وَما صَلَبوهُ وَلٰكِن شُبِّهَ لَهُم وَإِنَّ الَّذينَ اختَلَفوا فيهِ لَفى شَكٍّ مِنهُ ما لَهُم بِهِ مِن عِلمٍ إِلَّا اتِّباعَ الظَّنِّ وَما قَتَلوهُ يَقينًا ١٥٧ ... سورة النساء

''اوران (یہود) کے یوں کہنے کے باعث (ملعون ہوئے) کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کیا، حالانکہ نہ توانہوں نے اسے قتل کیا اور نہ سولی چڑھایا بلکہ انہیں شبہے میں ڈال دیا گیا۔ یقین جانو کہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں اختلاف کرنے والے ان کے بارے میں شک میں ہیں،انہیں اس کا کوئی یقین نہیں سوائے تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے۔ اتنا یقینی ہے کہ انہوں نے انہیں قتل نہیں کیا۔،،

رسولوں کےلیے جس غلبے کاذکر کیا گیا ہے، وہ وہی غلبہ ہے جو ایک شخص کو اپنے دشمن پر حاصل ہوتا ہے کہ دشمن شکست سے دوچار ہوتا ہے جبکہ رسول کو فتح و نصرت نصیب ہوتی ہے کیونکہ جہاں تک دلائل وبراہین سے غلبے کا تعلق ہے وہ تو ہر صورت میں ہر رسول ہر نبی کو حاصل رہا ہے۔

محسوس طریقے پر غالب آنے کے یہ معنی خود قرآن ہی سے اخذ کیے گئے۔ وہ اس طرح کہ قرآن میں جہاں جہاں غلبے کا ذکر ہے، وہاں یہی محسوس غلبہ مراد لیا گیا ہے۔ کافروں کی اس دنیا میں مغلوبیت کا تذکرہ کیا گیا، فرمایا:

قُل لِلَّذينَ كَفَروا سَتُغلَبونَ وَتُحشَرونَ إِلىٰ جَهَنَّمَ وَبِئسَ المِهادُ ١٢ ... سورة آل عمران

''(اے نبی) کافروں سے کہہ دیجیے کہ تم عنقریب مغلوب کیے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔،،

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہود نے آپ سے دشمنی کی۔ مدینہ کے تین یہودی قبائل میں سے بنوقینقاع اور بنونضیر جلاوطن ہوئے اور بنوقریظہ قتل کیے گئے۔ خیبر فتح ہوا اور یہودیوں پر جزیہ عائد کر دیا گیا۔ سورہ روم کے آغاز میں فارسیوں کے ہاتھوں رومیوں کی شکست اور پھر چند سال میں ان کے غالب آنے کی بشارت دی گئی۔ فرمایا:

الم ١ غُلِبَتِ الرّومُ ٢ فى أَدنَى الأَرضِ وَهُم مِن بَعدِ غَلَبِهِم سَيَغلِبونَ ٣ فى بِضعِ سِنينَ ٤ ... سورة الروم

''الم، رومی مغلوب ہوگئے، زمین کے پست ترین حصے میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے، چند سال ہی میں۔،،

اور تاریخ یہی بتاتی ہے کہ بازنطینی سلطنت (جو سلطنت روما کی مشرقی شاخ تھی) نے ارض فلسطین میں (جو کہ بحیرہ مردار کے حوالے سے زمین کا پست ترین حصہ کہلاتی ہے) نبی اکرم ﷺ کے مکی دور کے زمانے میں شکست کھائی اور پھر سات سال کے مختصر عرصے میں شاہ ہرقل کو دوبارہ فتح نصیب ہوئی اور اسی فتح کی خوشی میں وہ اللہ کا شکریہ ادا کرنے کےلیے بیت المقدس (موجودہ یروشلم) آیا تھا جہاں اسے نبی ﷺ کی طرف سے اسلام قبول کرنے کا دعوت نامہ موصول ہوا تھا۔ تب اس نے یروشلم میں موجود عربوں کے سردار کو بلایا تھا اور اس سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں چند سوالات کیے تھے۔

سورہ نساء کی آیت میں غلبے کو قتل کے مقابلے میں ذکر کیا گیا ہے، فرمایا:

وَمَن يُقٰتِل فى سَبيلِ اللَّهِ فَيُقتَل أَو يَغلِب فَسَوفَ نُؤتيهِ أَجرًا عَظيمًا ٧٤ ... سورة النساء

''اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے، پھر یا تو وہ قتل ہو جاتا ہے یا غلبہ پالیتا ہے، پھر یقیناً ہم اسے بڑا ثواب عطا کریں گے۔،،

البتہ سورہ بقرہ کی آیت 87 سے اشکال پیدا ہوتا ہے کہ آیا رسول بھی قتل کیے جا سکتے ہیں؟ فرمایا:

وَلَقَد ءاتَينا موسَى الكِتٰبَ وَقَفَّينا مِن بَعدِهِ بِالرُّسُلِ وَءاتَينا عيسَى ابنَ مَريَمَ البَيِّنٰتِ وَأَيَّدنٰهُ بِروحِ القُدُسِ أَفَكُلَّما جاءَكُم رَسولٌ بِما لا تَهوىٰ أَنفُسُكُمُ استَكبَرتُم فَفَريقًا كَذَّبتُم وَفَريقًا تَقتُلونَ ٨٧ ... سورة البقرة

''اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد اس کے پیچھے اور رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو روشن دلیلیں دیں اور روح القدس سے ان کی تائید کروائی لیکن جب کبھی تمہارے پاس رسول وہ چیز لائے جو تمہاری طبیعتوں کے خلاف تھی، تم نے جھٹ سے تکبر کیا، پھر تم نے بعض کو توجھٹلایا اور بعض کو قتل کر ڈالا۔،،

اس اشکال کی وضاحت مولانا امین احسن اصلاحی سے مطلوب تھی جو کہ رسول اور نبی کے درمیان مذکورہ بالا فرق کے شدومد کے ساتھ قائل ہیں لیکن انہوںنے سورہ بقرہ اور وسورہ مائدہ کے ان دونوں مقامات پرجہاں یہ اشکال پیدا ہوا ہے، کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ میرے ذہن میں اس اشکال کا ایک حل آتاہ، جو میں پہلے پش کرتا ہوں اور اس کے بعد اپنے شیخ محمد امین شنقیطی کا، جو اس اشکال کو حل کرنے میں معاون ہوسکتا ہے۔

1) رسول یہاں مبعوث کے معنی میں لیا جائے۔ رسول لغوی لحاظ سے پیغامبر کے معنی میں ہے اور مبعوث وہ جسے بھیجا گیا ہو۔

مبعوث، بعث (بھیجا) سے نکلا ہے اور قرآن مجید میں یہ لفظ نبی اور رسول دونوں کے لیے استعمال ہوا ہے، فرمایا:

هُوَالَّذى بَعَثَ فِى الأُمِّيِّـنَ رَسولًا مِنهُم ۲ ... سورة الجمعة

''وہی اللہ ہے جس نے امی لوگوں میں، انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔،،

اور فرمایا:

كانَ النّاسُ أُمَّةً وٰحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيّـنَ مُبَشِّرينَ وَمُنذِرينَ ۲۱۳ ... سورة البقرة

''لوگ ایک امت تھے تو اللہ نے انبیاء کو بھیجا بشارت دینے کے لیے اور ڈرانے کے لیے۔،،

گویا مبعوث میں رسول اور نبی دونوں آجاتے ہیں۔ اس اعتبار سے سورہ بقرہ کی آیت میں جن دو فریقوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے ایک سے مراد رسول ہوں گے، یعنی جنہیں جھٹلایا گیا اور دوسرا فریق انبیاء کا ہوگا جن میں سے بعض کو لوگوں نے قتل کیا۔

اب اگر یہ کہا جائے کہ یہاں رسول کے معن مبعوث کے کیوں لیےگئے ہیں، خالص رسول ہی کے معنی کیو نہیں لیےگئے، تو جواباً عرض ہے کہ اس آیت میں چونکہ دو فریقوں کا ذکر کیا گیا ہے، جن میں قتل ہونے والوں کا بھی ذکر ہے، اس لیے یہا رسول اور نبی بحیثیت دو الگ الگ فریق لیےگئے تاکہ قرآن کی ان آیات سے تعارض نہ ہو جہاں رسولوں کے لیے خصوصی نصرت (انا لننصر رسلنا والذین امنوا)

اور غلبے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

2) شیخ شنقیطی نے اپنی تفسیر کے مقدمے میں مذکورہ بحث کو تفصیل سے بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسولوں کے لیے غلبے کا وعدہ ایسے رسولوں کے لیے ہے جنہیں جہاد کا حکم دیا گیا ہو اور ان سے میدان جنگ میں مغالبہ (یعنی غلبہ حاصل کرنے کی جدوجہد) مطلوب ہو برخلاف ان رسولوں کے جنہیں جہاد کا حکم نہیں دیا گیا، چنانچہ ان میں سے کچھ قتل بھی کیے گئے۔ یہ فرق انہوں نے سورہ آل عمران کی آیت سے لیا ہے:

وَكَأَيِّن مِن نَبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهُ رِبِّيّونَ كَثيرٌ فَما وَهَنوا لِما أَصابَهُم فى سَبيلِ اللَّهِ وَما ضَعُفوا وَمَا استَكانوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصّٰبِرينَ ۱٤٦ ... سورة آل عمران

''بہت سے نبیوں کے ہم رکاب ہوکر، بہت سے اللہ والے جہاد کر چکے ہیں، انہیں بھی اللہ کی راہ میں تکلیفیں پہچیں لیکن اس پر نہ تو انہوں نے ہمت ہاری، نہ سست رہے اور نہ

دبے، اوراللہ صبر کرنے والوں کو چاہتا ہے۔ ،،

وہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں ایک قراءت قُتِلَ بصیغہ مجہول بھی ہے، قَاتَلَ کی جگہ اگر اسے قُتِلَ پڑھا جائے تو اس کے دو معنی ہوسکتے ہیں :

الف) کتنے ہی نبی ہیں جو قتل ہوئے اور ان کے ساتھ بہت سے اللہ والے تھے، یعنی قُتِلَ کا نائب فاعل وہ ضمیر ہے جو نبی کی طرف لوٹتی ہے)۔

ب) کتنے ہی نبی ہیں جن کے ساتھ بہت سے اللہ والے قتل ہوئے، (یعنی نائب فاعل، لفظ ربیون ، اللہ والے ہے)۔ اب یہاں پر قتال کا ذکر ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے لیے غلبے کی بشارت دی ہے اور غلبہ قتل کے منافی ہے، اس لیے ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ میدان جنگ میں نبی یا رسول قتل نہیں ہوسکتا، اس لیے مذکورہ دونوں معنوں میں، دوسرے معنی ہی مراد لیے جائیں گے کہ جب کبھی قتال ہوا تو اس میں نبی نہیں قتل ہوئے بلکہ ان کے ساتھ کئی اللہ والے بے شک قتل ہوئے۔ اور اس طرح یہ فرق واضح ہوگیا کہ انبیاء ورسل کے لیے غلبہ لازمی ہے اور میدان جنگ میں وہ مقتول نہیں ہوسکتے، البتہ عام حالات میں یہ قتل واقع ہوسکتا ہے، جیسے وہ انبیاء جنہیں بنی اسرائیل نے قتل کیا تھا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد11